Registered. L. No. 89

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر ۲۳	ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے ۴ جون ۱۹۰۹ء	جلد ۳۷

لودیانہ کرسچن بک سٹور کی شائع شدہ کتابیں

ستیبار تھہ پرکاش درپن

مصنف پادری جی۔ ایل ٹھاکر داس صاحب لاہور

اس کتاب میں ان اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہی جو آریہ سماج کے بانی دیانند سرسوتی نے بائیبل مقدس پر کئے ہیں ہر ایک مسیحی استادوں اور منادوں کے لئے بڑی مفید کتاب ہو قیمت ۸؍ مجلد ایک روپیہ عہ +

گنجینہ اسلام

(رومن اردو) مصنف پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ ڈی

دین اسلام سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے مسیحی واعظوں اور علم الٰہی کے طالبعلموں کیلئے نہایت ہی مفید کتاب ہی قیمت ۸؍ مجلد ایک روپیہ عہ +

موازنہ مذاہب

مختلف مذاہب کی تعلیمات (رومن اردو)

ڈاکٹر ایچ ایس کیلاگ کے لیکچروں کا مجموعہ جو انہوں نے پرنسٹن یونیورسٹی میں دیئے پادری راجہ رام چیتا میر بی۔ اے نے ترجمہ کیا ہر ایک کو اسے پڑھنا چاہئے۔ قیمت ۸؍

فوز العظیم بالتصویر

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ ڈی کی انگریزی کتاب "زینب دی پنجابی" کا بامحاورہ اردو ترجمہ اس میں کہانی کے طور پر ایک مسلمان کے مسیحی ہونیکی مشکلات اور تجربوں کا ذکر کیا گیا ہی قیمت ۴؍ مجلد ۶؍ +

سمپردائے

مولفہ پروفیسر بی۔ بی رائے صاحب مدرسہ علم الٰہی سہارنپور

اس اردو رسالے میں سمپردایوں کی تواریخ و تعلیم اور مختلف ریت و رسم کی تشخیص کی گئی ہی۔ حجم کتاب ۲۹۲ +

قیمت چھ آنے ۶؍ مجلد دس آنے ۱۰؍

گیت کی کتابیں

موٹے حروف کے گیت کی کتاب قیمت ۱۲؍ بیبیکا ٹیپ میں گیت کی کتاب کپڑے کی جلد قیمت ایک روپیہ ۴؍

سادہ رومن میں قیمت ۲؍ سے لیکر ۹؍ تک

دیہاتی گیتیں

اردو حروف میں قیمت	۹ پائی
ناگری میں "	۹ پائی
گورمکھی میں "	۹ پائی

ایک آنہ ٹریکٹ

بائیبل اور سائینس۔

مرزا غلام احمد قادیانی۔

ازالۃ المرزا قادیانی۔

یسوع مسیح کون تھا (ایک وعظ جو کینن مکلوڈ صاحب کی طرف سے ہے)

رسالجات

پیسے والے ٹریکٹ

اے آدم تو کہاں ہے۔

ایک مجروح سپاہی۔

مسیحی مذہب کی صداقت (جو مسیح کی زندگی سے ظاہر ہی)۔

بندرگاہ میں داخل ہونا۔

ارے اے سب لوگو آؤ۔

معجزہ۔

رسالہ ذنوب محمدیہ۔

تم مسیح کی نسبت کیا خیال کرتے ہو

لیف لیٹ

آپ کو مژدہ ہو۔ قیمت ایک پائی۔

خدا کا کلام آپ کے حق میں کیا کہتا ہے +

خدا سے میل۔

فقط ایمان لاؤ۔

مسیح پر ایمان لانا کیا ہے۔

جوانوں کیلئے ۱۲ قصوں کی کتابیں

عزت بیبیتال۔ رام پال سنگھ۔ ہیرا کا قصہ۔ شریف بیبیاں۔ جاپان کے حالات۔ چند لیلا۔ لارڈ کلایو ہند میں۔ تاریخ یونان۔ رابنسن کروسو۔ تاریخ مصر۔ مرقع روس۔ فوز العظیم۔

یہہ سب کتابیں بعوض پانچ روپیہ ارسال کرنے پر بھیجی جا سکتی ہیں +

تمام کتابیں کرسچن بک سٹور لودیانہ سے بذریعہ وی۔ پی یا نقد قیمت پر ملسکتی ہیں

نور افشان

لودیانہ۔ جمعہ۔ ۴ جون ۱۹۰۹ء

شہیدوں کا خون

کلیسیا کی بنیاد ہے

دین عیسوی کی عجیب اشاعت کے زور دار اثر سے جو وقتاً فوقتاً عمل میں آتی رہتی ہے۔ یہ امر شاہدے میں آچکا ہے کہ جس ملک میں شہیدوں کا بیش قیمت خون بہایا جاتا اور وہ زمین اس سے متقطر ہوتی ہے تو وہ ملک دین عیسوی کے قبول کرنے میں دفعتاً ترقی کرتا ہے اور مندرجہ بالا قول کے مطابق فوراً کلیسیا کی بنیاد قایم ہو جاتی ہے یہ امر ایک ملک میں نہیں دو ملکوں نہیں۔ بلکہ اگر تواریخ کا مطالعہ کرو تو معلوم ہوگا کہ جہاں جہاں زیادہ عیسویت جڑ پکڑ گئی ہے اس کی بنیاد محض شہادت تھی جس پر کلیسیا کی بنیاد پڑی اور بعد میں ترقی پر ترقی وقوع میں آتی چلی گئی۔

ملک چین کا حال بھی ایسے ہی اثر کو صاف ظاہر کر رہا ہے۔ باکسر کی بغاوت میں جو سنہ ۱۹۰۰ء میں ہوئی بیشمار مسیحیوں نے اپنی گواہی پر شہادت کی مہر لگائی چنانچہ ۲۰۰ غارجی مشنریوں اور ہزارہا باشندگان چین کے مسیحیوں نے اپنی عزیز جانوں کو شہادت کے لئے قربان کر دیا۔ نہ صرف آدمیوں نے شہادت کا درجہ بخوشی اختیار کیا بلکہ عورتوں اور لڑکے لڑکیوں نے اس طرح اپنی جانوں کو اس خدمت کے لئے بے دریغ سونپ دیا کہ ملک میں تہلکہ مچ گیا۔

انڈیا کرسچن اینڈیور کے رسالے میں پادری ہارس ٹیکن کا دلکش حال لکھا ہے کہ صاحب موصوف نے اپنے شہید ہونے سے کچھ دن پیشتر اپنی میم صاحبہ اور ایک چھوٹے لڑکے کو ملک امریکہ کو بھیج دیا تھا۔ پھر اُس نے اپنی میم صاحبہ سے بذریعہ خط کے کہا کہ ”میرے بیٹے ہارس سے کہدینا کہ تمہارے باپ کی آخری وصیت تمہارے لئے یہ ہے کہ تم پچیس سال کے بعد ان کی جگہ مشنری ہو کر ملک چین کو جانا“۔ اس خط کے لکھنے کے دوسرے روز وہ شہادت میں اپنی جان نثار کر گئے اگر اس وقت کے بعد کا چین کا حال پڑھو تو معلوم ہوگا کہ کتنی عجیب ترقی اس ملک میں مسیحی دین کو حاصل ہوئی ہے اور اب تک ہو رہی ہے۔ حالانکہ عیسائیوں پر کوئی نہ کوئی مصیبت پڑی رہتی ہے۔

مخالفان دین عیسوی اگر ذرا سا بھی کوئی نقص پادرین تو اس کو طشت از بام کرکے چھوڑتے ہیں۔ سیالکوٹ میں فی الحال دو مسلمان لڑکیوں کے عیسائی ہو جانے پر معاصر پیسہ اخبار کا نامہ نگار بنام عبد الغنی رشید ایک مضمون درج اخبار کرواتا ہے جس میں وہ جوش میں آکر مسلمانوں کو غیرت دلاتا۔ اور عیسائیوں کے مدرسوں میں تعلیم نہ دلانے کی تحریک کرتا اور اپنی عادت کے مطابق جو محمدی صاحبان کی معمولی ہے بُرا بھلا کہتا ہے اور آخر کار ناگپور کے ایک پادری صاحب کا پرانا قصہ عیسائیوں کے بدنام کرنے کی نیت سے اس طور سے پیش کرتا ہے گویا وہ معاملہ آجکل ہوا ہے اگرچہ پائنیر کے سنہ ۱۹۰۵ء کا حوالہ بھی نقل کرتا ہے۔

اس کی نسبت ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کی عیب جوئی کرنے سے پیشتر وہ اپنے حالات کو دیکھو جن کا کچھ ذکر اکثر سننے میں آتا ہے۔ اور تب کسی عیسائی کو الزام لگانا ”شیش محل میں بیٹھ کر پتھر مارنے“ کے مصداق نہ ہو۔ اپنے شہتیروں کو دیکھو اور عیسائیوں کے تنکوں کو پیچھے دیکھنا انسی پیوشنوں کا انتظام کرنا مشکل ہوتا ہے اور جو لوگ حقیقتاً خراب ہوتے ہیں۔ وہ ایسے قبیح کاموں میں پھنس جاتے ہیں پر اس میں سب کو بدنام کرنا کوئی عقل کی بات نہیں ہے

ہمارے ملک کی قسمت میں کچھ نحوست اور ابتری کے آثار بڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یوں تو اس ملک کی حالت ہر امر میں گری ہوئی ہے پر علم کی روشنی اس پر اپنی چمک ڈالکر زیادہ نیچے گرنے سے روکتی ہے۔ اگر علم کا کچھ تھوڑا بہت سہارا نہ ہوتا تو کب کا اس ملک کا ستیاناس ہو گیا ہوتا کچھ عرصہ سے ایک فرقہ دوسرے فرقے سے اختلاف رائے پر جنگ و تکرار کرتا تھا۔ اب اس سے ایک قدم آگے بڑھنے لگا ہے کہ قوموں میں نفاق اور عداوت کا بیج پڑنے لگا ہے۔ جسکا نتیجہ خوفناک ہوگا۔ ادھر سناتن دھرم والے آریوں کے بائیکاٹ کرنے کو تیار ہیں اور اُدھر مسلمان ہندوؤں کو بائیکاٹ کرنا چاہتے ہیں اور ہندو اور مسلمان دونوں اپنے آپ کو عیسائیوں سے پہلے ہی علیحدہ سمجھتے ہیں اور الگ ہی رہتے ہیں اور جہاں تکہ بس چلتا ہے عیسائی مذہب کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے رہتے ہیں۔

ہمعصر راجپوت گزٹ لاہور مورخہ یکم مئی ۱۹۰۹ء بہ عنوان ”ہندوؤں کا سلوک مسلمانوں سے“ ایک بڑا نوٹ درج اخبار کرتا ہے جس میں وہ مسلمانوں کی کارروائی کا ذکر کرتے ہوئے جو انہوں نے ہندوؤں کے برخلاف کی ہے یعنی کسی آرٹیکل میں اُن کو بُرا بھلا لکھا ہے جس کے بہت سے فقرے ہمعصر موصوف نقل کرکے ثابت کرتا ہے کہ مسلمان ہندوں کے دوست نہیں بلکہ مخالف ہیں۔ اور آخر کار لکھا ہے

ہندو ہو! اب تم کو اچھی طرح ہوشیار رہنا چاہیئے یہ دیسی مسلمان مار آستین ہیں تم کو ڈنگ مارے بغیر نہ رہیں گے۔ تم کو بھی ان سے الگ رہنے کی ابھی سے کوشش کرنی چاہیئے۔"

ملک کی ابتری کے لئے ان سے زیادہ اور کیا سامان درکار ہیں۔ پھوٹ ہندوستان کا میوہ ہے۔ خاندانوں میں پھوٹ فرقوں میں پھوٹ۔ قوموں میں پھوٹ غرضیکہ سب کاموں اور باتوں میں پھوٹ کا میوہ لگا ہوا ہے تو پھر اس ملک کو خرابی اور بربادی کا شکار ہونے سے کون روک سکتا ہے۔ خداوند یسوع مسیح جو صلح کل ہے پھوٹ کو دور کرنے کے لئے دل کی صفائی کی ضرورت بتلاتا ہے اور صاف معنوں میں فرماتا ہے کہ جب تک کوئی سر نو پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا۔ جب تک مخالفت اور دشمنی کی روح بالکل نکال نہ جاوے پھوٹ کا دور ہونا ناممکن ہے

کوکب ہند مطبوعہ ۱۱ اپریل ۱۹۰۹ء کے صیغہ مراسلات میں پادری ولیم پیٹرسن صاحب کی جانب سے ایک مضمون درج ہوا ہے جس میں یہ خبر دی گئی ہے کہ شاہجہان پور ڈسٹرکٹ سپرانٹنڈنٹس میٹنگ میں اس مضمون پر گفتگو ہوئی کہ "موجودہ حالت میں لڑکوں کی تعلیم کا کیا انتظام کیا جاوے جبکہ استاد اس کام کے لئے مہیا نہیں ہو سکتے؟ مفید گفتگو کے بعد یہ رائے منظور ہوئی کہ کل کارگذار کم سے کم تین گھنٹے روزمرہ درسی تعلیم دیا کریں اور اس کام کی نسبت اپنی رپورٹ ڈسٹرکٹ کانفرنس میں دیویں کہ کتنے سیکھنے والے ان کے رجسٹر میں درج ہیں۔ اور اس کی نگرانی ہر سرکٹ کا پریچران چارج اور نیز ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ رکھے کہ آیا تعلیم معقول طور پر ہوتی ہے یا نہیں۔"

ہمیں کچھ کلام نہیں کہ ہاتھ کا کام بھی تعلیم دینے کا سوال روز بروز مشن میں بڑھتا جاتا ہے۔ اس کی ضرورت صاف نظر آتی ہے۔ مگر استادوں کی ضرورت اور ان کا دستیاب نہ ہونا اس مشکل کو زیادہ مشکل دکھلا رہا ہے اور اس طرح تعلیم کا کام گویا مجبوراً بند پڑا ہوا نظر آتا ہے۔ مگر جس حال میں کہ مناد جس کی خدمت بشارت دینا اور دور و نزدیک جاکر خدمت کرنا ہے کس طرح سے تعلیم کی خدمت ۳ گھنٹے ادا کر سکتا ہے۔ اگر وہ یہ کام تعلیم کا انجام دیگا۔ تو ضرور بشارت کا کام اس سے پورا نہیں بلکہ ادھورا ہوگا۔ اور اس طور سے دونوں کاموں کو نقصان پہونچیگا۔ اس طرح کا طریقہ ضرور ایک نامکمل طریقہ ہے۔ بلکہ لازمی معلوم ہوتا ہے۔ کہ استاد مناد سے علیحدہ ہو جس کا کام صرف تعلیم کا ہوگا۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہے ہماری امریکن پریسبیٹرین مشن میں بھی یہی مشکل سامنے ہے اور اب تک لوگوں کی تعلیم کا کچھ بندوبست نہیں ہوا۔ جس سے بڑا نقصان ہو رہا ہے اور اگر اسی طرح سے اس میں غفلت ہوئی تو نقصان زیادہ ہوگا بلکہ تمام محنت رائیگاں جاویگی ضرور کچھ انتظام تعلیم کا جلد کرنا چاہیئے۔ خدا کے کلام کے مطابق سکھلانے کا فرض بپتسمہ دینے کے فرض کیساتھ ہی لگایا گیا ہے۔ ایک فرض کو ادا کرنا اور دوسرے کو چھوڑ دینا مالک کی پوری فرمانبرداری نہیں ہے اور نہ کام کا مقصد ہی پورا ہو سکیگا۔ بزرگوں کی خاص توجہ اسطرف درکار ہے۔

ریویوز

"بائبل کو کس طرح پڑھنا چاہیئے"۔ اس نام کی کتاب پادری آر۔ اے نوری صاحب کی انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے جو ہمارے لائق فائق جناب پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے پاسٹر پریسبیٹرین چرچ نولکھا لاہور نے کیا ہے واقعی یہ ایک نادر کتاب ہے جس کی بڑی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ اگرچہ انگریزی زبان میں اس قسم کی کتابیں بیشمار ہیں پر اردو میں بہت کم بلکہ اس طرز کی یہ اپنی ایک ہی نظیر ہے بائبل کے مطالعہ کرنے کے لئے نہایت عمدہ اور ضروری قاعدے جو ہر باب میں علیحدہ علیحدہ بتائے گئے ہیں بہت لازمی ہیں اس کتاب کے دو حصہ ہیں جن میں کئی ایک ابواب ہیں دوسرے حصہ کے دوسرے باب میں آخری اشارے کا مضمون جس میں پانچ اشارے بتائے گئے ہیں بہت مفید ہے ہر ایک مسیحی کو لازم ہے کہ اس کتاب کو منگوا کر مطالعہ کرے اور اگر اس کے مطابق پاک کلام کا مطالعہ کیا جاوے تو مسیحیوں کی روحانی زندگی میں از حد فائدہ پہونچیگا۔ باوجود اسقدر مفید اور ۱۲۸ صفحے کی کتاب ہونے کے قیمت صرف ۴ ہے جو پنجاب رلیجیس بک سوسائٹی لاہور سے ملسکتی ہے

"زرین ملک کی تلاش"۔ اس نام کا رسالہ فی الحال پنجاب رلیجیس بک سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوا ہے جس میں چند نوجوانوں کے انگلستان سے جنوبی افریقہ تک کے سفر و مصائب اور ممالک جنوبی امریکہ کے باشندوں حیوانات۔ نباتات اور دیگر عجائبات کے حالات نہایت دلچسپ طور سے ایک ناول کے پیرایہ میں بیان گئے ہیں اس کے ۱۲۵ صفحے ہیں کاغذ اور چھپائی اچھی ہے قیمت ۲ زیادہ ہے پر قصہ نہایت دلکش اور دلچسپ ہے اور رابنسن کروسو کی طرز پر ہے اسکو پڑھتے ہوئے دل نہیں اوکتاتا اگر اس قسم کے ناول زیادہ ملسکیں تو یہ گندے ناولوں کی جگہ استعمال ہو سکتے ہیں جن سے نوجوانوں کے اخلاق کا ستیاناس ہو رہا ہے۔

سُلطان

باب دھم۔

خانہ آبادی

الیزا۔ یہہ پہلے بھی مسٹر تھے۔ اور اب بھی۔ اب کچھہ اور تو نہیں ہو گئے۔ آپ کو میں پہلے بھی بھائی ہی کہا کرتی تھی۔ اب بھی بھائی کہوں گی۔ کیوں مسٹر محمود آپ کو یاد نہیں۔

محمود۔ یاد کیوں نہیں۔ آپ کی باتیں بھولنے والی ہیں۔

الیزا۔ بڑے یاد رکھنے والے ہیں۔

جمنا۔ خیر اس وقت تو اور بات تھی۔ اب بھائی کہدو کیا ڈر ہے۔

الیزا۔ آپ بھی سلطان کو بھائی کہیں۔

جمنا۔ وہ تو ڈاکٹر ہیں میں بھائی کیسے کہدوں

الیزا۔ واہ بڑے ڈاکٹر بن کر آئے ہیں۔ کل ذرا سی پیپر منٹ پلا گئے۔ ڈاکٹر بن گئے۔ لو بھلا میری نبض تو دیکھو۔

سلطان۔ اپنے ڈاکٹر کو دکھاؤ۔

الیزا۔ گھر کا ڈاکٹر ہو۔ آپ بھی تو جمنا کے ڈاکٹر ہیں۔

جمنا۔ الیزا تم بڑی وہ ہو۔

الیزا۔ وہ کون۔ اپنے ڈاکٹر کو نہیں کہتیں جو مجھے چھیڑتے ہیں۔

سلطان۔ میں نے کیا کہا۔ صرف یہی نا کہ محمود کو بھائی کہدو۔

الیزا۔ جو کہدوں تو کیا دو گے؟

سلطان۔ دس روپیہ دونگا۔

الیزا۔ کہیں سے فیس اڑائی ہوگی۔ ورنہ گرہ سے تو پیسہ نہ نکلے۔

سلطان۔ اس سے آپ کو کیا۔ کہیں سے لئے ہوں۔

الیزا۔ اچھا نکالو۔

جمنا۔ مت نکالنا یہ بڑی نٹ کھٹ ہے کہدیگی

الیزا۔ لو ابھی سے گھر کی فکر لگ گئی۔ ڈاکٹر بے گھاٹا تو نہیں پڑ جاتا۔

محمود۔ میں الیزا ہوتا۔ تو جھٹ محمود کو بھائی کہدیتا اور دس روپیہ اڑا لیتا۔

الیزا۔ میں محمود ہوتی تو ایسا ہی کرتی۔

راوی۔ اتنے میں مس رائٹ آگئی۔ بات اصل میں یہ تھی۔ کہ مس رائٹ ارادتاً اس وقت باہر چلی گئی کہ یہ لوگ آزادگی سے آپس میں گفتگو کریں اشاروں کنایوں میں تو سب کچھ ہو گیا۔ مگر صفائی سے فیصلہ نہ ہوا مس رائٹ نے آتے ہی پوچھا کہ کیا جھگڑا ہو رہا ہے۔

سلطان۔ الیزا محمود کو بھائی نہیں کہتی میں دس روپیہ دیتا ہوں اگر یہ بھائی کہدے۔

الیزا۔ آپکا کیا اعتبار ہے۔ کل تو آئے اور آتے ہی چوری کی روپیہ مس رائٹ کے ہاتھہ دیدو۔ تمہارا کیا ہے؟ پیچھے منکر ہو جاؤ۔

سلطان۔ چوری کیسی۔

الیزا۔ بڑے بھولے بنے ہیں۔ چوری سامنے موجود ہے۔ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد ابھی معلوم ہو جاتی ہے روپیہ تو نکالو۔

راوی۔ چوری کے لفظ پر جمنا حیران کہ اس نے کیا بک دیا۔ مگر محمود تاڑ گیا۔

محمود۔ ہاں۔ ہاں چوری کا کیا اعتبار ہے پہلے دیدو۔

راوی۔ محمود تو الیزا کی عادتوں سے واقف تھا سمجھا کہ روپیہ ضرور اڑا لیگی۔ مگر سلطان کو یقین نہ تھا کہ یہ بھائی کہیگی۔ جھٹ روپیہ نکالکر مس رائٹ کے ہاتھہ میں دیدیئے۔

الیزا۔ سلام بھائی محمود۔

راوی۔ اس پر خوب قہقہہ ہوا۔ اور روپیہ الیزا نے لے لئے۔

جمنا۔ شرم الیزا۔ تم بڑی بے شرم ہو

الیزا۔ شرم ہو آپ اور آپ کے چور۔ بڑی شرم وحیا والی بنی بیٹھی ہیں۔ بھری عدالت میں وکیل سے کہدیا کہ خصم اپنی ماں کو دے اپنی بہن کو دے۔

جمنا۔ اُسنے مجھے کیوں کہا تھا؟

الیزا۔ شرم کا ہیکی ہے ہم سب سچ میں بھائی ہیں تمہارے ڈاکٹر کی طرح تھوڑے ہی ہیں کہ علاج کرنے آئے اور مریضہ چرالی۔

راوی۔ اس پر خوب قہقہہ ہوا اور اب سلطان سمجھا

جمنا۔ تم بڑی شریر ہو محمود تمہارا بھائی ہے؟

الیزا۔ تو کیا کوئی چور ہے۔ جب تک اُن کی شادی نہیں ہوتی تب تک بھائی ہیں۔

جمنا۔ کس کے ساتھہ اُن کی شادی نہیں ہوتی۔

الیزا۔ جس کے ساتھہ وہ چاہیں کریں۔

جمنا۔ جو تمہارے ساتھہ کریں۔

الیزا۔ تو پھر میں تم کو سلطان سے بیاہ دوں گی۔

راوی۔ اس پر خوب ہنسی ہوئی۔ جمنا ذرا شرمندہ ہو گئی۔

محمود۔ لو پھر آدھے روپیہ مجھے دیدو۔

الیزا۔ آدھے کیوں سارے ہی نہ لے لو بیٹھے کے آٹے دال کی قیمت ونہی ہوگی۔ روپیوں

کے ساتھ مجھے بھی ہنسے لو۔

محمود۔ زہے نصیب۔

الیزا۔ واہ بڑے وہ بن کے آئے ہیں۔ اچھا صاحب اگر یہی آپ کی خوشی ہے تو بندی حاضر ہے۔

محمود۔ ان کا فیصلہ بھی کر دیتے یہ کیوں ادھر میں لٹکے رہیں۔

الیزا۔ ان کا فیصلہ ہوا ہی ہوا ہے۔ وہ کھترانی یہ کشمیری۔ انہوں نے تجویزوں سے سب کام کرنے ہاں۔ ہماری طرح محبت سے تھوڑے ہی کرنے ہیں۔

سلطان۔ اور جو میں نے کچھ کہا تو پھر۔

الیزا۔ تو وہ کب کے واسطے رکھا ہے۔

کہدنا ہاں۔ کوئی ہم آپ کی طرح چور تو نہیں۔ کہو اب دیکھئے کیا ہو۔ گھبرا گئے۔ گھبراؤ مت۔ ابھی جمنا کو راضی کر دا دیتی ہوں۔

جمنا۔ الیزا اب بس بھاگر ہنستے ہنستے سر بھی دکھ گیا۔

الیزا۔ اب گھر کا ڈاکٹر ہے۔ سر چھوڑ دیواریں دکھیں علاج مفت کا ہے۔

سلطان۔ دیواریں کیسی۔

جمنا۔ اس کو تو بکواس کی عادت ہے محمود کا سر کھا یا کرے گی۔

الیزا۔ تو یہ رونی صورت سے بناوٹی سنجیدگی تو مجھے بھی نہیں آتی۔

محمود۔ بناوٹی کیسی۔

مس رائٹ۔ چلو کھانا کھائیں۔ وقت بہت گذر گیا۔

راوی۔ میز پر بھی الیزا کی لطیفہ بازی جاری رہی وہاں اس نے ایک نٹ کھٹی یہ کی کھاتے کھاتے جمنا کا پلیٹ اٹھا کر سلطان کے آگے اور سلطان کا پلیٹ جمنا کے آگے دھر دیا۔

جمنا۔ بھی یہ باتیں مجھے اچھی نہیں لگتیں۔ کیا وہ میرا جھوٹا کھائیں گے۔

الیزا۔ وہ تمہارے کیا ہیں۔

جمنا۔ جو تمہارے محمود ہیں۔

راوی۔ اس پر خوب قہقہہ ہوا۔ اور یہی آخری فیصلہ تھا۔ یہ جلسہ گویا منگنی کا تھا۔ محمود نے جمنا کو پچیس روپے دیئے کہ بہن اس کے کپڑے بنوا لینا۔ اور سلطان نے بھی دس روپے الیزا کو دیئے۔

دوسرے دن مس رائٹ نے بابو گھنشی کو خط لکھا۔ وہ بہت خوش ہوئے اور تاریخ شادی ۴ اکتوبر مقرر ہوئی۔ شادی کے روز مس رائٹ نے وہاں کے تمام مسیحیوں کو بڑی بھاری ضیافت دی۔ آتش بازی چھڑائی گئی۔ مبارکبادیاں گائی گئیں اور آپس میں مل کر خوشی کرنے لگے۔ تمام شد

مراسلات

بینّات یسوع ناصری

مرقومہ پادری جی۔ ایل ٹھاکر داس

بجواب رسالہ

"یسوع ناصری"

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

مذکورہ بالا قومی آرزو اور امید کے گرم ہونے پر بھی یہود ایک کا ہیر کے زمانہ کے بعد سے یہودیوں کے دینی خیالات نے اور کئی رنگ اختیار کئے اور ان میں تین فرقے جاری ہو گئے تھے۔ جو اپنے اپنے خاص اصولوں اور دستوروں کے لئے مشہور ہوئے تھے۔ یوسیفس

مورخ تین فرقوں کا ذکر کرتا ہے (جنگ یہود کتاب ۲۔ باب ۸) فریسی اور صدوقی۔ اور ایسینی۔ فریسی ظاہر پرست اور حدیثوں کی لکیر پر چلنے والے تھے۔ اور عام لوگوں میں راستباز سمجھے جاتے تھے۔ صدوقی روح اور قیامت اور فرشتوں کے منکر تھے۔ اور ذی اقتدار لوگوں میں معزز تھے۔ ایسینی شمار میں بہت تھوڑے تھے اور راہبانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ یہ فرقہ پہلے مصر میں جاری ہوا۔ اور اس مصری رہبانیت کے مناد یہودیہ میں بھی گئے اور مرید بنائے۔ جو زیادہ تر مردہ سمندر کی نواحی میں اوقات بسر کرتے تھے۔ یہ لوگ جسم کو برا جانتے تھے۔ اور اس لئے اُس کو دکھی رکھتے تھے جنگلوں میں رہتے تھے بیاہ نہیں کرتے تھے فرشتوں کو پوجتے تھے۔ موسیٰ کو خدا سے دوسرے درجہ پر مانتے تھے۔ سبت کے دن کو بڑی احتیاط سے مانتے تھے کسی آنے والی بادشاہت یا بادشاہ کے قائل نہ تھے صرف اپنی اپنی صفائی اور تنہائی کو مقدم جانتے تھے۔

اب انجیل مروجہ کا ہر ایک پڑھنے والا جان سکتا ہے کہ عیسویت کے اصول جو یسوع ناصری نے جاری کئے ان سب خیالوں کے برخلاف ہیں۔ فریسیوں کی ظاہری راستبازی اور حدیثوں کی پابندی کو دور پھینکا اور روح اور راستی سے خدا کی پرستش صحیح جتائی۔ اور خدا کے کلام کی پابندی کی تاکید کی صدوقیوں کے خیالات کی تردید کی۔ اور اگرچہ انجیل میں دنیا اور اُس کی خواہشوں کو ترک کرنے کی بڑی تاکید ہے اور آسمانی چیزوں پر دل لگانے کی ترغیب ہے مگر اُس خیال سے وہ اُس طریق سے نہیں۔ جو ایسینیز فرقہ کا تھا چنانچہ (۱) کسی جسمانی چیز کو بذاتہ برا نہیں قرار دیا ہے۔ (متی ۱۵: ۱۰ - ۲۰ اور رومیوں ۱۴: ۱۷) "تم کھاؤ یا پیو یا جو کچھ کرو سب خدا



کے جلال کے سبب کرو (اقرنتیوں ۱۰: ۳۱) ۔ (۲) بیاہ نہ کرنے اور بدنی ریاضت کے برخلاف دیکھو پولوس رسول کا بیان جو تمطاؤس ۴: ۳ و ۸ میں پایا جاتا ہے اور بھی دیکھو فلسیوں ۲: ۲۰-۲۳ ۔ (۳) یہ بات کہ خدا کا بیٹا مجسم ہوا جسم کو عزت بخشتی ہے اور مسیحی کا بدن خدا کی روح کی ہیکل ہو سکتی ہے (۴) جس حال کہ انجیل تائب ایمان دار کے لئے نجات کو خدا کے رحم کی مفت بخشش قرار دیتی ہے تو بدنی جفاکشی نجات کے لئے کوئی حق پیدا نہیں کر سکتی (۵) نامہ کلسیوں کے ۲: ۱۸ میں شخصی خاکساری اور فرشتوں کی پرستش کے برخلاف ہدایت آئی ہے اور یوسیفس کی تواریخ میں اسینیز کی بابت یہ ذکر بھی آیا ہے کہ وہ فرشتوں کے نام محفوظ رکھتے تھے۔ اگرچہ انجیل میں اس فرقے کا ذکر نہیں آیا ہے۔ تاہم اُن کی یا اصول کی ایسی تعلیم ۔ کے برخلاف خاطر خواہ آگاہ کیا گیا ہے کہ بالکل بیکار ہے اور ایسی باتوں سے کنارے رہو۔ اب دیکھئے وزیر چند صاحب اس گزرے ہوئے زمانہ کے خیالات ایسے تھے۔ اور بجائے اس کے کہ ان سے انجیلی بیان خلط ملط کئے گئے ہوں وہ بالکل الگ اور صاف ہیں اور آپ کے معتبر محققوں کا خیال بالکل غلط ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ دیدہ دانستہ ایسے محققوں کے پھیر میں آگئے تاکہ انجیل کی مخالفت کروالو اور وہ عبث نکلی۔

(ب) اس کے متعلق ایک خاص تواریخی واقعہ ہے جو نظر انداز نہیں ہو سکتا اور وہ یہ ہے کہ اگر دین عیسوی جیسا انجیل مروجہ میں ہے خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور انجیل صرف اُس زمانہ کے رائج خیالات کا مجموعہ یا عکس ہوتا جو بعض لوگوں نے زمانہ سازی کی مصلحت سے لکھا تھا تو دنیا کی تواریخ میں ایک ایسی مشکل نظر آتی ہے جس کو مخالف حل نہیں کر سکتے۔ چنانچہ دنیا کی قومیں مگر اس زمانہ اور گرد و نواح میں اپنی آرزوؤں اور خیالوں کے زور سے ایک ایسے روحانی مذہب کے قریب قریب پہونچ گئی تھیں جیسا انجیل میں بیان ہوا ہے۔ تو انجیل کی آمد کو اور یسوع نام کو وہ قومیں کہتیں کہ "زہے نصیب" **خوش آمدید!!** مگر معاملہ دگرگوں ہوا یہودیوں نے خاص کر اور یونانیوں اور رومیوں نے اور دنیا کے داناؤں نے تین سو برس تک متواتر دین عیسوی کے برخلاف سخت خونخوار دشمنی اور مخالفت دکھلائی۔ اپنے مذہبی اصول اور اپنے علوم اور ملکی زور اُس کے برخلاف کھڑے کئے کسی اور طریق کے برخلاف تو ایسی کارروائی نہیں کی گئی تھی۔ دین عیسوی کے برخلاف ایسا کیوں ہوا؟ کیا وہ چیز جو بقول مسٹر اس صاحب ان کی آرزوؤں اور خیالوں کا پھل تھا اسی کے برخلاف ایسی اندھا دھند مچا سکتے تھے اور اُس کو اپنی آرزوؤں کا پھل محسوس نہیں کر سکتے تھے؟ نہیں اگر درحقیقت عیسویت سابقہ زمانہ کے خیالات کا قدرتی نتیجہ ہوتا تو وہ قومیں اُسے خوشی سے قبول کرتیں۔ مگر پھر یہ مخالفت کیوں کی۔ اور لاکھوں عیسائی۔ عیسائی ہونے کے جرم میں قتل کروائے؟ کیا سبب تھا؟ سبب وہی تھا جو خداوند یسوع نے خود بتلا دیا تھا کہ "اگر تم دنیا کے ہوتے تو دنیا اپنوں کو عزیز رکھتی لیکن تم دنیا کے نہیں بلکہ میں نے تم کو دنیا میں سے چن دیا ہے۔ اس واسطے دنیا تم سے عداوت رکھتی ہے" یوحنا ۱۵: ۱۹)۔ (دیکھو لکچر Christiebs modern (Doubt & Christian Belief) اور بھی دیکھو متی ۱۰: ۲۲۔ "میرے نام کے باعث سب لوگ تم سے عداوت کریں گے" لہذا یہ ساری مخالفت یسوع ناصری کے نام اور کلام اور کام کے سبب تھی۔ اور پھر بھی بے چارے محقق کہے جاتے ہیں کہ یسوع نام کا کوئی شخص ہوا ہی نہیں اور پتا نہیں کہ وہ کس مذہب کا آدمی تھا۔" اگر تین سو برس تک لوگوں کو اسباب کا پتا نہیں لگا تھا۔ تو عیسائیوں کو ستانا اور قتل کرنا کیوں روا رکھا تھا؟ مگر واقعی بات یہ ہے کہ اُن سب کو خوب پتا لگ گیا تھا کہ یسوع ناصری کون ہے اور کیا ہے صرف اپنے پرانے دسوسوں کے بچاؤ کے لئے جو کچھ بن پڑتا تھا کرتے تھے۔ جیسے آجکل دیانند ہی آریہ بھی اور نہیں تو یورپین مخالف محققوں کا مونہہ تاکنے لگے ہیں۔

(۳) قولہ وزیر چند صاحب لکھتے ہیں کہ "بائبل بعید از قیاس اور دور از فہم و فراست قصے کہانیوں کا ایک بے ترتیب مجموعہ ہے۔ نہ کہ کوئی معتبر تواریخ" اور اپنے محقق کیڈوک کا یہ قول نقل کرتے ہیں "کہ انسان یسوع اس کے خیال اور ارادوں اور اُس کے زمانہ کی بیرونی تصویر کے علم کے لئے ہماری امید صرف نیا عہدنامہ ہے اگر یہ ٹوٹ جائے تو اس کے شاندار شہرت کا ستون دار آسمان ہو سیگی ہو۔"

یسوع ناصری کے خیال اور ارادوں اور اس زمانہ کی بیرونی حالت کی واقعی تصویر کا ایک پہلو تو ہم نے یونانی یہودی فلسفہ اور نئے عہدنامہ کے مقابلے سے اوپر دکھلا دیا۔ اور باقی پردہ جو ان محققوں نے اپنے آگے تان لیا ہے وہ بھی انجیل چاک کرتا ہوں اور دکھلاتا ہوں کہ انجیل جیسی اور کوئی کتاب تواریخ کی معتبر نہیں ہے۔ (باقی آئندہ)

ویدک شائستگی

۱۹ - مہیناوا

پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ ویدک زمانے میں کپڑا بُننا جانتے تھے سوال دنوں میں ہمارے آریہ اجداد وحشی قوموں کی طرح ننگے یا آدھے ننگے

نہ تھے۔ مستورات تہذیب کے طریق پر اپنے بدن ڈھانپتی تھیں رگوید ۸: ۱۱: ۱۱ میں " اے لوگوں کے مالک اندر اچھی طرح ملبّس بیوی کی طرح یہ سوم تیرے پاس جاوے " مطلب یہ ہے کہ بیوی جس طرح اچھی طرح لباس پہنی ہوئی اپنے شوہر کے پاس جا کر اس کی خوشی بڑھاتی ہے اسی طرح یہ سوم تجھ پاس پہونچکر تیری خوشی بڑھائے پھر ۸: ۲۶: ۱۳ میں ہے جس طرح کپڑے سے ڈھنپی ہوئی ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ جوبگ سے ڈھنپا ہوا لیٹے آراستہ ہوتا ہے۔ اشون اُن کی . . . بھلائی کرتا ہے " اس رچہ سے اچونتی بیوؤں کے اپنے کو ڈھنپنے کا ذکر ہے یہ کپڑا جس سے وہ اپنے کو ڈھنپتی تھیں غالباً چادر یا ساڑی ہوگی۔

پیشتر بیان ہوا کہ ویدک زمانے میں سوئی کا بھی استعمال تھا۔ سو ان دنوں میں کپڑے سی کے بھی پہنتے تھے چنانچہ ۱: ۲۱: ۵ اسیوت ودھہ لینے سیا ہوا زرہ کا ذکر ہے۔ جس سے بعض عالم۔ Quilted jacket انگندہ ڈالا ہوا انگرکھا یا فتوہی سمجھتے ہیں ۱: ۲۵: ۱۳ میں لکھا ہے " دُرِن طلائی دراپی (Drape) پہنکر اپنے موٹے بدن کو ڈھانپتا ہے " یہاں پر سائناچاریہ نے دراپی کے معنے زرہ کیا۔ بابو رمیش چندر دت صاحب دراپی لفظ کا انگریزی Drape اور Drap سے مقابلہ کرتے اور یہاں پر طلائی دراپی سے زری کے کام کی ہوئی پوشش مراد لیتے ہیں پھر ۴: ۵۳: ۲ میں " آسمان اور سارے عالم کا تھامنے والا رچا پتی پشنگ دراپی یعنی طلائی دراپی پہنتے ہیں۔

ہم بڑے افسوس کیساتھ اس غمناک خبر کو درج اخبار کرتے ہیں کہ پادری سوہن لعل صاحب مقیم چنبہ کی اہلیہ اس جہان فانی سے ۲۴ اپریل ۱۹۰۹ء کو رحلت فرما گئیں ہماری دعا ہے کہ خدا مرحومہ کے رشتہ داروں کو صبر عطا فرماوے

ایک بڑی غلطی کی اصلاح

ریویو آف ریلیجنز مطبوعہ بابت ماہ مئی ۱۹۰۹ء کے صفحہ ۱۷۰ پر جو مضمون مندرجہ بالا عنوان سے شایع ہوا ہے وہ اس مضمون کا سلسلہ ہے جو ۱۰ اپریل ۱۹۰۹ء کو کلکتہ کے مذہبی جلسہ میں ایک مرزائی کی طرف سے پڑھا گیا تھا۔ چونکہ اس مضمون کے اس سلسلے کا تعلق مسیحی دین سے ہے لہذا ہم اس پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں۔ راقم مضمون نے اس کے تین حصے کئے ہیں۔ حصہ اول کا تعلق انجیل مقدس سے ہے۔ اور دوم وسوم محض خیالی بنیادوں پر ہے اور اُنکا جواب مسیحیوں کی طرف سے پورا پورا دیا گیا ہے لہذا اس کو ہم چھوڑ دیتے ہیں اور حصہ اول کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔

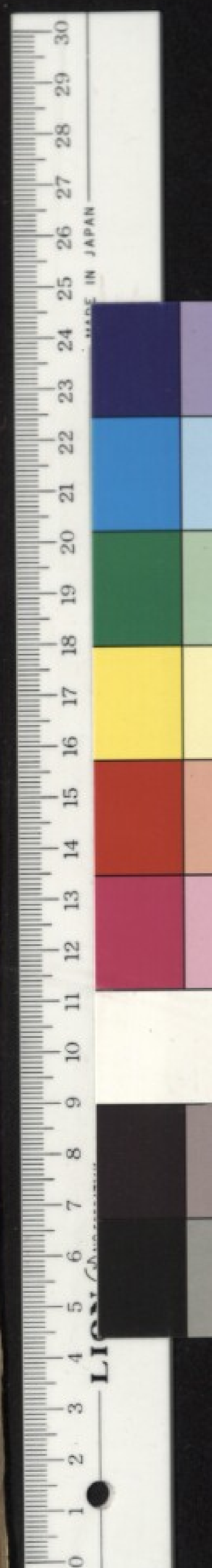
راقم مضمون نے اس امر کو ثابت کرنے کی سعی بلیغ کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بمطابق اعتقاد مسیحی مصلوب نہیں ہوئے۔ بلکہ کشمیر میں آکر فوت ہو گئے اور اُن کی قبر اب تک وہاں موجود ہے اگرچہ اس مضمون پر راقم نے بہت سی سلسلہ جنبانی کی ہے اور اپنے خیالات کو دماغی دائرے میں خوب ہی گھمایا ہے۔ لیکن جب اس کو غور سے دیکھا تو وہی ڈھول کا پول۔ چونکہ راقم مضمون نے مسیح کے مصلوب ہونے کے نہ ماننے میں سخت غلطی کھائی ہے۔ لہذا ہم بھی اس مضمون کو اسی مندرجہ بالا عنوان سے شروع کرتے ہیں

راقم مضمون نے عجیب طور سے مسیح کے مصلوب نہ ہونے پر پوچا پھیرا ہے اور اس کے ثبوت میں جو دلایل و واقعات پیش کئے ہیں وہ ایسے کمزور اور بے اعتقاد ہیں کہ اگر ان پر بھروسہ کیا جاوے تو تاریخ دانی یک قلم موقوف ہو جاوے اُن کی تردید جو کچھ ہمارے بزرگ پادری جی ایل۔ ٹھاکر داس صاحب نے اپنے رسالہ "ازالتہ المرزا قادیانی" میں کی وہ کافی ہے۔ اگر راقم مضمون اپنے دل کے تعصب کو دور کر کے اس رسالے کو غور سے پڑھے تو یقین ہے کہ وہ اپنی تحریر کو ایک دقیانوسی تصور کرنے لگیگا لیکن افسوس تو اس بات پر ہے کہ تعصب راقم مضمون کو اس کے لئے مجبور نہیں کرتا۔ کہ وہ صفائی سے مسیح کو مصلوب ہونا مان لے پھر تو مسیح کا کفارہ اس کے بچانے کے لئے کافی ہوگا۔

اب ہم مندرجہ ذیل سوالات پر غور کریں گے۔

راقم مضمون تحریر کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ صلیب پر فوت ہوئے۔ اور پھر تیسرے دن جی اُٹھے اور اب آسمان پر زندہ ہیں عام مسلمانوں کا اس کے برخلاف یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں چڑھائے گئے بلکہ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کی رو سے یہ دونوں خیال غلط ہیں اور قرآن شریف ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ مسیح زندہ نہیں بلکہ فوت ہو چکے۔

راقم مضمون نے لفظ اعتقاد تو لکھ دیا مگر حوالہ نہیں دیا کہ کس کتاب کی تعلیم کے مطابق کیونکہ اعتقاد کی بنا دو طرح پر ہوتی ہے اول دیکھنے پر دوم سن لینے پر۔ میں تو بسبب مسیحی ہونے کے اپنے اعتقاد کا فیصلہ جس کتاب کے مطابق ہے خود ہی کر سکتا ہوں مگر عام مسلمانوں کے اعتقاد کا فیصلہ کس طرح کیا جائے کیا اُن کا یہ خیال کہ مسیح زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ سننے سے ہوا ہے یا قرآن کی تعلیم دیکھنے سے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ راقم مضمون پہلے اپنے ہی گھر میں فیصلہ کرتا۔ کہ اے عام مسلمانوں تمہارا یہ



خیال کس طرح پیدا ہو گیا کہ مسیح زندہ آسمان پر ہے تب مسیحیوں کے اس اعتقاد پر حملہ کرتا کیونکہ ابھی تو راقم مضمون کے گھر میں گویا مسیح کو زندہ مانا جاتا ہے۔ مگر تعلیم احمدیہ یہ ہے کہ مسیح زندہ نہیں بلکہ فوت ہو چکے ہیں۔ خیالی تعلیم کا کوئی مذہبی ثبوت نہیں تواریخی ثبوت نہیں عقلی ثبوت نہیں۔ ہاں یوز آسف۔ اور نبی صاحب کی قبر بن جانے پر (جیسا کہ عام کشمیریوں کا عقیدہ ہے) مسیح فوت ہو گئے اب یہاں پر عام مسلمانوں کا خیال زور دار ہے یا عام کشمیریوں کا امید ہے کہ راقم مضمون ضرور اس فیصلے کی طرف رجوع ہوگا۔ اور ہمیں مطلع کرے گا۔

مسیحیوں کا اعتقاد جو مسیح کے مصلوب ہونے کی نسبت ہے کوئی عام لوگوں کے فسانوں پر مبنی ہے، جیسا کہ اس کے برعکس تعلیم احمدیہ کا دارومدار عام کشمیریوں کے عقیدے پر ہے۔ بلکہ یاد رہے کہ یہ سچا اعتقاد ہے جس کا ثبوت تواریخ میں پایا جاتا ہے اور علاوہ بریں اناجیل کی شہادت اور خداوند مسیح کی خود اپنے موت کے بارے میں پیشینگوئی اس اعتقاد پر صاف طور سے روشنی ڈالتی ہے اور یہ ماجرا کوئی ایسا نہیں تھا کہ جس کو لوگ فسانوں کی طرح بنا لیتے اور زمانوں تک اس کی تردید نہ ہوتی۔ یہ نیا خیال تو تعلیم احمدیہ ہی نے پیش کیا ہے۔ تاکہ مرزا غلام احمد قادیانی مرحوم کا جادو سر چڑھ کے بولنے لگے۔ لیکن ؎

ایں خیال است و محال است و جنوں۔

مسلمان بھائیوں ہی نے ہاتھ پکڑنا شروع کر دیا اور کہا کہ ؎

بس بس اب فرس آگے نہ ہانکو۔

مگر افسوس تعلیم احمدیہ نے اپنے ہی بھائیوں کو جھٹلانا شروع کر دیا اور منجی خداوند مسیح کی شان کی تکفیر کی جس نے ہم سب کے بدلے میں اپنا خون بہایا۔ صلیبی موت مرا تاکہ ہم اس کے مار کھانے سے چنگے ہوں۔

راقم مضمون نے شہادت اناجیل اور خداوند یسوع مسیح کی اس پیشینگوئی کو جو انہوں نے اپنی موت کے بارے میں کی تھی نابت رکھتے ہوئے عجیب دلیل کا حاشیہ چڑھایا ہے۔ چنانچہ آگے چل کر کہتا ہے کہ "۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بہت سی تاریخی شہادت اناجیل اور دیگر ذرائع سے۔" (معلوم نہیں وہ کون سے ذرائع ہیں) ایک مہمل فقرہ ہے "ایسی ملتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھائے گئے گر زندہ غشی کی حالت میں اتارے گئے پھر وہ صحت پا کر افغانستان اور کشمیر کی طرف گئے اور آخرکار کشمیر کے شہر سرینگر محلہ خانیار میں مدفون ہوئے جہاں ان کی قبر ملوک سہ ہو جاتی ہے۔" یہ فقرات نہ تو اناجیل میں پائے جاتے ہیں اور نہ کسی مستند یہودی تواریخ میں۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر اس مہمل فقرے کو چھوڑ کر راقم مضمون صفائی سے روایت کو با ثبوت پیش کرتا۔ اب اناجیل کو اول سے آخر تک پڑھو اس میں کہیں نہیں پاؤ گے کہ مسیح غشی کی حالت میں صلیب پر سے اتارے گئے اس کا ذکر تو کیا بلکہ اشارہ بھی نہیں پایا جاتا۔ ہاں یہودی تواریخ اس میں بھی راقم مضمون ناکامیاب نظر آتا ہے اگر اس کے پاس کوئی ثبوت ہوتا تو جھٹ چلا اٹھتا۔ مگر خموشی یہاں پر کچھ اور ہی کہتی ہے مسیح کا صلیب پر سے غشی کی حالت میں اتارا جانا اور صحت پا کر افغانستان اور کشمیر کی طرف جانا سلسلہ تعلیم احمدیہ ہی کی اختراع پردازی نہیں ہے تو اور کیا ہے ہم ایسی تعلیم کو جو زیادہ تر عقل انسانی اور خیالات انسانی کا عشر عشیر ہو دور ہی سے سلام کرتے ہیں۔" باقی آئندہ

کلکتہ میں ہندوستان کے مختلف مذاہب کا جلسہ

عیسائی دھرم: - کلکتہ کے ریورینڈ ہربرٹ اینڈرسن صاحب نے اپنا مضمون پڑھا۔ یہ صاحب بہت ہوشیار اور زمانہ کی رفتار سے اچھے واقف معلوم ہوتے تھے۔ اور انہوں نے ہیوم کی لیکچرار کی مانند عیسائی دھرم کو زمانہ کی نئی روشنی کے مطابق بیان کرنے کی بہت قابلیت کے ساتھ کوشش کی۔ اور دھرم کمشنر چندر سین صاحب کے اس غلط اعلان کا بھی جواب دیا کہ حضرت مسیح کے۔ سوائے حضرت مسیح کے۔ سوائے حضرت مسیح کے کبھی کوئی اس فن مجارت کا اوتکاری نہیں تھا اور حضرت مسیح ہی اسے حاصل کریں گے۔" فائدہ اشکار عیسائیت کے حق میں اپیل کی پادری صاحب مذکور کی آواز بہت عمدہ۔ عبارت بہت شستہ اور طرز بیان قابل تعریف تھا۔ اور ان سب باتوں نے حاضرین پر اچھا اثر ڈالا۔ یہ صاحب پروٹسٹنٹ چرچ کے عیسائی ہیں۔ ان کے بعد رومن کیتھلک چرچ کے ایک پادری صاحب اپنا مضمون پڑھنے کے لئے اٹھے۔ انہوں نے اپنا مضمون بہت شد و مد کے ساتھ پڑھنا شروع کیا۔ مگر علاوہ پرانے عیسائی خیالات سے پر ہونے کے وہ اس قدر لمبا اور سب کو تھکانے والا ثابت ہوا کہ کیا میر مجلس اور کیا کمیٹی کے چیرمین اور کیا حاضرین اسے سنتے سنتے دق آ گئے۔ سبھاپتی انہیں بار بار بس کرنے کے لئے کہتے۔ بابو نشارودا چرن متر بیٹھ جانے کے لئے زور دیتے سکرٹری صاحب بار بار جا کر کان میں آواز دیتے کہ وقت بہت ہو گیا ہے۔ تھکے ہوئے حاضرین دھڑا دھڑ تالیاں پیٹتے کہ کچھ سنائی نہ دے سکے تو یہ خاموش ہو جائیں۔ مگر پادری صاحب تو اپنے پیروں پر مضبوط چٹان کی طرح کھڑے تھے۔ اور کسی طرح بس کرنے یا چپ ہونے میں نہیں آتے تھے لوگ حیران ہوتے تھے۔ کہ انہیں کیا ہو گیا۔ کہ وہ کسی کی نہیں سنتے۔ اور اندیشہ تھا کہ صاحب بہادر کو چپ کرانے کے لئے کوئی اور اوپائے نہ کرنا پڑے۔ کہ

وہ شکل سے تب بھی مضمون کو بیچ میں ہی چھوڑ کر بیٹھے ان کے اس طریق عمل سے بدمزگی پیدا ہوگئی اور اس کے بعد ایک اور یورپین صاحب نے عیسائی دھرم کے متعلق جو انگریزی نظم پڑھی۔ اسے خدا ہی کسی نے توجہ سے سنا ہوگا۔ لیکن چونکہ اصل چھپی لکھی ہوئی تھی اور ایک نیکدل سے نکلی ہوئی تھی۔ اس کے بعد

مذہب اسلام

کے متعلق مضامین پڑھنے کی باری آئی۔ اس کے متعلق چار مضامین تھے۔ سب سے پہلا کلکتہ کے ایک ہونہار مسلمان نوجوان واعظ مولوی مرزا ابوالفضل صاحب کا انگریزی مضمون تھا کہ جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ کہ اسلام میں نہ تو خونریزی کی تعلیم ہے اور نہ دیگر مذاہب کے لوگوں سے نفرت کی اور نہ عورتوں کو پیچھا پردے میں رکھنے کی تعلیم ہے۔ اور قربانی کی خاطر ضروری مفید جانوروں کو ہلاک کرنے کی بلکہ اس میں خدا کے باپ پن اور انسان کے بھائی پن کی وسیع تعلیم دی گئی ہے اپنے طور پر یہ مضمون اچھا محنت سے لکھا ہوا تھا۔ اور بہت محمدی اسلام کے متعلق سب سے اچھا مضمون اسے ہی خیال کیا گیا۔ اس کے بعد ایک مضمون مولوی خدا بخش صاحب کی طرف سے پڑھا گیا جس کے بعد قادیان کی احمدی جماعت کے لائق سکرٹری خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ چیف کورٹ پلیڈر لاہور نے مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنس قادیان کے لکھے ہوئے مضمون میں سے کچھ حصے پڑھ کر سنائے کہ جس میں قادیان کے مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کی نسبت یہ بیان کرنے کے بعد کہ وہ توریت میں بیان شدہ مسیح۔ قرآن میں بیان شدہ مہدی اور ہندوؤں کی مقدس کتاب میں بیان شدہ نشکلنک اوتار تھے ان کی تعلیم کی نسبت بیان کیا گیا تھا کہ اس کے رو سے ہندوستان میں جہاد کی تعلیم ممنوع قرار دی گئی ہے"

باقی آئندہ

نیویارک امریکہ کے ایک شہر کے عجائبات

اس سرخی سے اخبار المؤید کے نامہ نگار نے امریکہ سے لکھا ہے۔ کہ نیویارک تفریح اور لطف کے سامانوں کے لحاظ سے دنیا میں سب سے بڑا شہر ہے مندرجہ ذیل عجائبات اس میں پائے جاتے ہیں جن کو سنکر عقل حیران رہ جاتی ہے

۱۔ اس میں ۱۰ تماشہ گاہیں ہیں جن میں ایک لاکھ ستر ہزار آدمیوں کی گنجائش ہے جاڑے کے موسم میں ان تماشہ گاہوں میں تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی اس موسم میں ایک رات کی آمدنی جو ان تماشہ گاہوں کو تماشائیوں سے وصول ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ ایک لاکھ ۵۲ ہزار ڈالر کیا گیا ہے۔ ڈالر تین روپیہ ایک آنہ ۹ پائی کے برابر ہوتا ہے۔

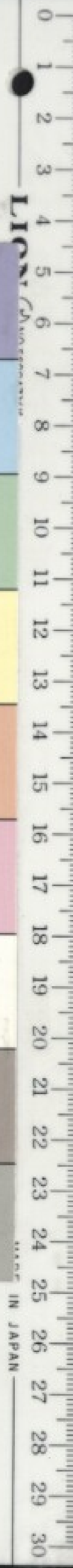
۲۔ بیس ہزار آٹھ سو اکتالیس کارخانے اس شہر میں ہیں۔ جن کا سرمایہ ایک ارب چار کروڑ ۳۰ لاکھ ڈالر ہے۔ ان کارخانوں میں ۱۳ ہزار پانچسو اکسٹھ آدمی حساب کتاب کے کاموں پر ملازم ہیں۔ جن کی تنخواہوں میں سات کروڑ تیس لاکھ ستر ہزار چھ سو چھپن ڈالر کی رقم ادا کی جاتی ہے۔ چار لاکھ چھیاسٹھ ہزار تین سو چھیاسٹھ مزدور ان کارخانوں میں کام کرتے ہیں۔ ان کی مزدوری میں جو سالانہ رقم ان کارخانوں کو دینی پڑتی ہے اس کا اندازہ ۲۴ کروڑ ۱۸ لاکھ ۲۰ ہزار ۲ سو ۹ ۵ ڈالروں میں کیا گیا ہے۔ ان کارخانوں سے جسقدر روپیہ کی مالیت کا سامان ہر سال تیار ہوتا ہے اس کی مقدار ایک ارب ۷۲ کروڑ ۵ ۷ لاکھ ۴۳ ہزار ۶ ڈالر ہے

۳۔ نیویارک میں بڑی بڑی بلند عمارتیں زمانہ حال میں بنائی گئی ہیں۔ جن پر ۲۰ ارب ڈالر صرف کئے گئے ہیں شہر کی مقامی حکومت نے جو عمارت اپنے انتظامی صیغوں کے لئے تیار کی ہے۔ ان پر اس حکومت کی طرف سے ۱ کروڑ پچاس لاکھ ڈالر کی رقم خرچ کی گئی ہے۔ اضلاع متحدہ کی جمہوری سلطنت نے بھی اس شہر میں کئی عالیشان عمارتیں تیار کروائی ہیں۔ ان میں سے بحری جنگی خانہ کی نہایت شاندار عمارت پر ایک کروڑ ڈالر خرچ کئے گئے ہیں۔ اور رجسٹری آفس پر ایک کروڑ بیس لاکھ ڈالر کی رقم صرف ہوئی ہے۔

۴۔ نیویارک میں بہت بلندی پر جو ریل بنائی گئی ہے اس پر پچھلے سال ایک ارب تیس کروڑ لوگوں نے سفر کیا۔ باقی ریلوں پر کل ملک میں جو مسافر ہر سال سفر کرتے رہتے ہیں ان کی تعداد سے یہ تعداد ۲۶ فیصدی زیادہ ہے۔ ٹریموے اس شہر میں چاروں طرف جاری ہے اور اس کی گاڑیوں میں ہر روز ۴۳ لاکھ آدمی سوار ہوتے ہیں۔ جزیرہ براکلین اور نیویارک کے درمیان سمندر پر ایک عظیم الشان جھولے کا پل ریل اور مسافروں کے گذرنے کے لئے بنایا گیا ہے اس پل سے ہر روز پانچ لاکھ آدمی گزرتے ہیں۔

۵۔ ٹریموے اور سواری اور معمولی ریل کے علاوہ نیویارک میں زمین دوز ریل بھی جاری ہے۔ جسکا طول ۲۱ میل ہے یہ ریل سڑکوں اور نہروں اور مکانوں کے نیچے نیچے گذرتی ہے۔ جن سرنگوں میں ہو کر یہ ریل جاتی ہے ان کے کھودنے اور ان میں ریل جاری کرنے پر ۹ کروڑ ۴۰ لاکھ ڈالر صرف ہوئے ہیں ان سرنگوں کے علاوہ ایک اور عظیم الشان سرنگ ہے جو اس ریل کے رستہ میں آتی ہے جس کی گاڑیاں نیوجرسی اور لانگ آئی لینڈ کے درمیان گذرتی ہیں یہ سرنگ نیویارک کی نہایت بلند





عمارتوں کے نیچے تیار کی گئی ہے۔ مگر ابھی مکمل نہیں ہوئی اس کے کھودنے اور اس کے اندر جا بجا سٹیشن بنانے پر پچاس کروڑ ڈالر کی صرف کا اندازہ کیا گیا ہے۔

۶۔ نیویارک میں ایک ہزار ۵۰ عبادت گاہیں ہیں جن میں سے ۲۷۵ یہودیوں کی ہیں، ۲۲۶ کیتھولک عیسائیوں کی اور باقی پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی ہیں جن میں مشنیا لوگ اپنے اپنے طریق پر عبادتیں کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

۷۔ نیویارک کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جیسی وسیع ترین اور بلند ترین عمارتیں موجود ہیں ایسی دنیا کے کسی شہر میں نہیں ہیں مثلاً ٹرمینل کی عالیشان عمارت میں دس ہزار آدمیوں کی گنجائش ہے اور اس میں بالائی درجوں پر لوگوں کے لئے ۴۳ لفٹ لگے ہوئے ہیں۔ زندگی کے بیمہ کی کمپنی نے یہ ہی ایک نہایت عالیشان عمارت تیار کروائی ہے جس کے ۴۴ درجے نیچے سے اوپر تک ہیں۔

۸۔ ماہوار ہفتہ وار روزانہ اخبارات اس شہر سے ۷۴۹ نکلتے ہیں۔ جن میں ۱۹۸ اخبارات روزانہ ہیں۔ ان میں سے بعض اخبار ایسے ہیں جو ہر گھنٹے پر شائع ہوتے ہیں۔ جو انگریزی کے سوا دیگر زبانوں میں نکلتے ہیں۔ ۲۵۰ ماہوار رسالے شائع ہوتے ہیں۔ اخبار ورلڈ جو صرف اتوار کے دن نکلتا ہے اس کی ایک دفعہ کی اشاعت پر اسقدر کاغذ خرچ ہوتا ہے کہ اگر اس کو پھیلائیں تو ۲ ہزار ۴۳ سو ۵۰ میل تک پہونچے۔ سال بھر میں جو کاغذ اس اخبار پر خرچ ہوتا ہے اسکا وزن ۵۴ ہزار ٹن ہے ایک ٹن ۲۸ من کے برابر ہوتا ہے۔

۹۔ نیویارک میں اسوقت ۲۰۷ بنک ہیں۔ جن میں سے ۲۰ بنک ایسے ہیں جن میں لوگ تھوڑا تھوڑا روپیہ بچا کر جمع کرتے رہتے ہیں۔ ان بنکوں میں روزانہ ۵ کروڑ ۳۰ لاکھ ڈالر جمع کئے جاتے ہیں۔

۱۰۔ اس شہر میں بڑی بڑی تجارتی کوٹھیاں بھی ہیں۔ ایک بڑی تجارتی کوٹھی ہیں ۴ ہزار آدمی بکنے پڑنے اور چیزوں کے فروخت کرنے میں مصروف ہیں۔ ایسی ہی دس بڑی تجارتی کوٹھیاں اور ہیں جن میں ایک لاکھ آدمی نہایت سرگرمی سے کام کرتے نظر آتے ہیں۔ ایک کوٹھی کی عمارت پر ۴ لاکھ ڈالر صرف ہوئے ہیں۔

۱۱۔ عام لوگوں کی سیر و تفریح کے لئے ۴۳ باغ اس شہر میں موجود ہیں جن کے دروازے رات دن کھلے رہتے ہیں۔ ان باغوں کی مجموعی قیمت ۴ کروڑ ڈالر ہیں۔

۱۲۔ نیویارک کا بندرگاہ ۵۰۰ میل کا ہے اس میں جہازوں اور اگنبوٹوں اور کشتیوں کے ٹھہرنے کیلئے جو مقامات بنائے گئے ہیں ان پر ساڑھے ۱۲ کروڑ ڈالر خرچ ہوئے ہیں۔ ہر روز اس بندرگاہ سے ۴۱ جہاز روانہ ہوتے ہیں سال گذشتہ میں ان جہازات پر ایک ارب چھبیس کروڑ ساٹھ لاکھ ڈالر کا مال باہر گیا تھا۔ اضلاع متحدہ کی جمہوری حکومت نے جو تجارتی کاغذات شائع کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۰۸ء غیر ملکوں کے مال و اسباب پر جو نیویارک میں اتارا گیا۔ تین کروڑ ساٹھ لاکھ ڈالر بحری چنگی وصول کی گئی۔ اضلاع متحدہ کے دیگر صوبجات میں غیر ملکوں سے جو مال و اسباب آتا ہے اس میں سے ۷۰ فیصدی مال و اسباب نیویارک میں جہازوں سے اتارا جاتا ہے۔

۱۳۔ اس شہر میں ایک ہزار ۵ سو ۹۹ مسافر خانے اور ۹ ہزار دو سو ۱۵ شراب خانے ہیں سب سے بڑا مسافر خانہ والڈورف اسٹوریا کے نام سے مشہور ہے یہ مسافر خانہ اپنی جس جائیداد پر سالانہ ٹیکس سرکار کو ادا کرتا ہے اس کا اندازہ ایک کروڑ ۱۲ لاکھ ساٹھ ہزار ڈالر کیا گیا ہے۔ ایک اور مسافر خانہ ہے جس کی جائیداد ۷۰ لاکھ ڈالر کی ہے۔ ایک اور مسافر خانے کی جائیداد کی قیمت پچاس لاکھ ڈالر بتائی گئی ہے۔ ان تین مسافر خانوں کی قیمت لندن کے نصف مسافر خانوں کی قیمت سے زیادہ ہے۔

۱۴۔ دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہر روز ہوٹلوں میں کھانا کھاتے ہیں۔ چار ہزار دولتمند آدمی ہیں جو ہر روز رات کا کھانا۔ اس شہر کے کسی اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں کھایا کرتے ہیں اور وہ ایک رات کے کھانے پر چالیس ہزار ڈالر صرف کرتے ہیں۔ ان ہوٹلوں میں گانے والوں کے طائفے موجود رہتے ہیں جو اپنے دلفریب نغموں سے مہمانوں کو محظوظ کرتے ہیں۔ ہوٹلوں کے مالک ان طائفوں کو جو رقم سالانہ اجرت میں ادا کرتے ہیں۔ اس کی مقدار دس لاکھ ڈالر سے زیادہ ہے۔

۱۵۔ نیویارک کی سڑکوں کا طول ایک ہزار ۴ سو ۹۶ میل ہے۔ تمام سڑکوں پر مضبوط فرش ہے اور ان کے نیچے بجلی گیس اور پانی کے نل جاری ہیں۔ ہر روز ان تمام سڑکوں کی صفائی ہوتی ہے۔ اور جن سڑکوں پر زیادہ آمد و رفت رہتی ہے۔ وہ دن میں پانچ دفعہ صاف کیجاتی ہیں۔ پچھلے سال ان سڑکوں کی درستی اور مرمت پر ایک کروڑ ۴۶ لاکھ ۹۴ ہزار تین سو ۱۰ ڈالر صرف کئے گئے ہیں تو ہزار پولیس کے سپاہی رات دن ان سڑکوں پر پہرہ دیتے ہیں

۱۶۔ نیویارک میں ۲۷ ہزار موٹر گاڑیاں چلتی ہیں ان کی مجموعی قیمت ۷ کروڑ ساٹھ لاکھ ڈالر ہے۔ تمام اضلاع متحدہ میں جسقدر موٹر گاڑیاں ہیں ان کی مجموعی تعداد کا چھٹا حصہ صرف اس شہر میں ہے۔

۱۷۔ نیویارک میں ۴ لاکھ ۵ ہزار تار ٹیلیفون کے پھیلے ہوئے ہیں ان پر ہر روز بارہ لاکھ پچاس ہزار مکالمے ہوتے ہیں۔ ٹرمینل کی عالیشان اور وسیع عمارت میں تین ہزار تار ٹیلیفون کے نصب کئے گئے ہیں۔ نیویارک میں جسقدر طولانی تار ٹیلیفون کے پھیلے ہوئے ہیں اگر ان کو تمام کرہ زمین کے گرد لپیٹیں تو ۴ دفعہ لپیٹنے کے بعد بھی ہزاروں میل لمبا تار باقی رہ جائیگا۔

۱۸۔ اس شہر میں ۴۳ عجائب خانے ہیں جو

تاریخی یادگاروں کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ سب سے بڑا عجائب خانہ میٹروپولیٹن نامے ہے جس میں ۲۰ بیسی ۲۰ اور ہو عتی تصویریں موجود ہیں جو تمام دنیا کے عجائب خانوں میں بے مثل خیال کی جاتی ہیں۔

۱۹۔ عجائب خانوں کے علاوہ ۰۰ عام کتب خانے بھی اس شہر میں ہیں جن میں ۲۰ لاکھ کتابیں موجود ہیں جو شخص چاہے ان کتب خانوں میں جا کر کتابوں کا مطالعہ کر سکتا ہے۔

۲۰۔ اس شہر کی آبادی ۴۴ لاکھ ۲۲ ہزار چھ سو ۸۵ ہے جو لندن کے سوا دنیا کے تمام شہروں کی آبادی سے زیادہ ہے پچھلے سال اس شہر میں ولادتوں کی اوسط روزانہ ۳۰۶ اور شادیوں کی اوسط روزانہ ۱۴۲ تھی اور موتوں کی اوسط روزانہ ۲۰۹ تھی۔

۲۱۔ سال گذشتہ میں غیر ملکوں سے جو لوگ اس شہر میں وارد ہوئے۔ اس کی تعداد ۱۱ لاکھ ۸ ہزار ۴ سو ۴۳ تھی ان میں سے ۹۱ ہزار خاندان اس شہر میں آباد ہو گئے۔

۲۲۔ ۵۰ ہزار موسیقی دان بھی اس شہر میں موجود ہیں جن کو ہر سال ۲ لاکھ ڈالر سے زیادہ اُجرت ملتی ہے

۲۳۔ گیارہ بڑے بڑے کالج بھی اس شہر میں پائے جاتے ہیں جن کے طلبا کی تعداد ۹ ہزار پانچسو آٹھ ہے۔ اور ایک ہزار ۱۳ سو ۹۹ پروفیسر ان کو تعلیم دیتے ہیں۔ ان کالجوں میں جو کتب خانے ہیں ان میں ۱۰ لاکھ ۹۰ ہزار سات سو کتابیں موجود ہیں۔

۲۴۔ شہر کی مقامی حکومت یہاں کے ابتدائی مدارس پر ہر سال ۳ کروڑ دس لاکھ ڈالر صرف کرتی ہے ان مدارس میں ہر روز ۶ لاکھ ۱۹ ہزار ۱۰۵ طلبا حاضر ہوتے ہیں۔ ایک ہزار دو سو ۳۴ معلم و ۱۳ ہزار ۲ سو ۴۶ معلمات ان ابتدائی مدارس میں تعلیم کا کام انجام دیتی ہیں۔ (علیگڈھ گزٹ)۔

انتخاب الاخبار

دہلی میں مذہبی فساد

اخبار عام کی تازہ خبر سے معلوم ہوا ہے کہ شہر دہلی میں بہت دنوں سے آریہ سماجیوں اور عیسائیوں میں بڑے زور شور سے مباحثہ ہو رہا تھا جس سے اندیشہ تھا کہ ضرور دنگہ ہوگا۔ یہ احتمال قوی تھا۔ چنانچہ ۲۰۔ اپریل سنہ ۱۹۰۹ء کو بوقت ساڑھے چھ بجے ملکہ کے باغ میں آریہ سماجی اور عیسائیوں میں بحث ہوئی۔ اور ایسی سخت گفتگو ہوئی کہ نوبت مارپیٹ تک پہونچی اور آخر کار لکڑی چل گئی۔ کئی آدمیوں کے خفیف چوٹیں آئیں۔ پنڈت ہری سنگھ آریہ کا سر پھٹ گیا اس موقعہ پر صدہا آدمی ہندو اور مسلمان وہاں موجود تھے۔ لکڑی اور جوتہ چلنے سے کل مجمع منتشر ہو گیا۔ یوں تو خیریت رہی کہ زیادہ ولیہ نہیں ہوا۔ ورنہ اندیشہ تھا کہ کشت نہ ہو جاوے۔

ریلوں کے سامان

ہندوستان کی ریلوں میں اسباب کی شکایت ہے کہ مال و مسافران کیلئے گاڑیاں کافی نہیں ہیں اس شکایت کے مٹانے کو سال گذشتہ میں ۳۹۵ نئے انجن ولایت سے منگوائے گئے۔ ۹۴۰ مسافر گاڑیاں اور ۷۹۹۸ مال گاڑیاں ان کے علاوہ ۴۴۴ انجن ۲۰۶ مسافر گاڑیاں اور ۱۰۹۷۲ مال گاڑیاں ولایت سے آنیوالی تھیں اور مزید براں ۵۹۱ انجن ۱۳۹۹ مسافر گاڑیاں اور ۲۳۳۴ مال گاڑیوں کی فرمائش روانہ کی گئی ہے

حیرت انگیز تازہ خبریں

ایک انگریز مسمی کورٹنی جو پندرہ سال سے امریکہ کے اریزونا صحراؤں میں تن تنہا سونے کی تلاش میں گشت کرتا رہا حال میں کیلیفورنیا میں واپس آیا۔ اُسے کچھ معلوم نہیں کہ پندرہ سال کے عرصے میں دنیا میں کچھ تغیرات ہو گئے ہیں۔ اخبار ایوننگ سٹینڈرڈ راوی ہے کہ اس نے سب سے پہلا یہ سوال کیا کہ ہز مجسٹی ملکہ وکٹوریہ کا کیا حال ہے اور اس نے یہ سنکر بڑا تعجب کیا کہ ملکہ وکٹوریہ مدت ہوئی کہ بہشت بریں کو چلی گئیں ہیں۔ اُسے یہ بھی معلوم نہیں کہ اس عرصے میں امریکہ میں کون کون سے پریسیڈنٹ گذر چکے ہیں۔ جب اُسے بتلایا گیا کہ مسٹر روزویلٹ حال ہی پریذیڈنٹی سے سبکدوش ہوئے ہیں آجکل مسٹر ٹیفٹ پریسیڈنٹ ہیں تو اُس نے حیرانی کے ساتھ کہا روزویلٹ! روزویلٹ کون میں نے آجتک یہ نام ہی نہیں سنا۔ اُسے پہلی دفعہ معلوم ہوا کہ روس اور جاپان کے درمیان ایک بڑی جنگ ہوئی تھی۔ اور امریکہ اور سپین کے مابین بھی ایک جنگ ہو چکی ہے۔ اور جنوبی افریقہ میں انگریزوں نے بوئیروں کو شکست دی یہ آخری خوش خبری سنکر اُس نے ٹوپی اتار کر چیرز دیئے۔

اسے یہ بھی خبر نہ تھی کہ انگلستان میں عورتوں نے پارلیمنٹ کی ممبری حاصل کرنے کے لئے بڑا ایجی ٹیشن شروع کیا ہے۔ اور جب ایک موٹر کار قریب سے گذری تو کورٹنی خوف زدہ ہو کر ایک دوکان کے برآمدے میں چلا گیا اور جب لوگوں نے اسے بتلایا کہ بجلی کے ذریعے بغیر تار کے خبر بھیجنے کا ایک طریقہ چند سال سے ایجاد ہوا ہے تو اس نے یقین نہ کیا اور کہا لوگ مجھے احمق بناتے ہیں۔ کورٹنی کی عمر ستر سال کے قریب ہے۔

ستارہ بمب کیس کا فیصلہ

ستارۂ قیصر کے بمب کے مقدمے میں جس میں چار آدمیوں پر بمب کے گولے بنانے

کا جرم تھا۔ جج صاحب نے ایک آدمی کو بے جرم پایا اور اسکو رہا کر دیا۔ ایک آدمی کو چار ایک کو تین اور ایک کو دو برس کی سخت قید کی سزا دی۔

علی پور بم کیس کا فیصلہ

۸ مئی۔ کلکتہ کے سشن جج مسٹر بیکرافٹ نے علی پور بندش کے مقدمے میں فیصلہ سنایا۔ آپ کا فیصلہ جیوری یا پنچوں کی رائے سے مختلف ہے۔ ان لوگوں نے سب آدمیوں کو مجرم پایا تھا مگر آپنے ۱۹ آدمیوں کو مجرم پایا۔ آپ نے بریندرو کمار گھوس اور اُلیکرت کو موت کی سزا دی۔ ۱۰ آدمیوں کو زندگی بھر کی جلاوطنی کی سزا دی باقی سات آدمیوں میں سے تین کو سات برس کی اور تین کو دس برس کی جلاوطنی کی اور ایک آدمی کو ایک برس کی سخت قید کی سزا دی۔ باقی سب قیدی رہا کر دیئے گئے۔ رہا شدوں میں سٹرار بند گھوش بھی ہیں۔ جن پر کوئی جرم ثابت نہ ہوا۔ جب فیصلہ سنایا گیا تب کچہری سے دو میل کے فاصلہ تک پولیس کا پہرہ تھا۔ مگر کوئی واردات ظہور میں نہ آئی۔

بدعت کا نتیجہ

بعصر اینگ ٹسٹنڈرڈ لکھتا ہے کہ ہندوستان کے دو طالب علم جو لنڈن میں بیرسٹر کے امتحان میں شامل ہوئے تھے۔ اس وجہ سے کامیاب نہیں کئے گئے کہ وہ بدعتی جماعتوں کے شریک تھے۔ اور ایسے کاموں میں مدد کام کرتے تھے۔

ایک معصوم چور کی حکایت

کلکتہ کی خبر ہے کہ علی پور کے پولس مجسٹریٹ کی عدالت میں ایک کم عمر پنجابی لڑکا جس کی عمر ۱۲ یا ۱۳ سال سے زیادہ نہ تھی گرفتار ہوکر آیا۔ الزام یہ تھا کہ کالی گھاٹ کی دھرم سالہ میں ایک برتنی لوٹا چرایا تھا۔ یہ لڑکا فقیروں کے گیروے لباس میں تھا۔ روتے روتے جرم سے اقبال کیا اور کہا کہ میں جٹ ہوں۔ ضلع جالندھر کا رہنے والا ہوں۔ چار برس ہوئے کہ جیکو والدین مر گئے۔ دیگر رشتہ داران بھی طاعون کا شکار ہوئے کوئی والی وارث باقی نہیں ہو۔ اس بات پر دنیا سے کنارہ کرکے وطن چھوڑا دل میں ارادہ تھا کہ جگنا تھ جی میں زندگی بسر کرونگا۔ میں پنجاب سے پیدل سفر کرتا ہوا یہاں آیا ہوں۔ بھیک مانگ کر گذارا کیا ہے اور یہ محض اسلئے لوٹا چرایا تھا کہ اس کو بیچ کر جگنا تھ کا کرایہ حاصل کرونگا۔ مجسٹریٹ نے علی پور کے ریفارمیٹری اسکول کو بھیجنے کا حکم دیا کہ وہاں تین سال تک رکھا جاوے۔ اسپر وہ بہت روتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ کیا قید کے بعد سرکار مجکو جگنا تھ یاترا کی اجازت دے گی؟

ایک نیا جانور

لاہور میں ٹوامو نام ایک ایسے جانور کے نمودار ہونے کی خبر دیکھے ہیں۔ جو احاطوں کی باڑ کی جھاڑیوں اور سبزی کے پودوں کا بے طرح ستیاناس کر رہا ہے۔ یہ جانور جھاڑیوں کو کھا جاتا ہے جن سے کوٹھیوں کے احاطوں کی زینت اور حاشیہ بندی ہے۔ اس کا سوائے اس کے علاج نہیں ہے کہ باڑوں کی تمام جھاڑیاں سطح زمین تک کاٹ دیجائیں۔ اس کے سوا کئی تدبیریں کیگئیں لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ باڑوں کے کاٹنے سے کئی احاطوں کی زیبائش ماریجائیگی۔ لیکن سوائے اس کے کچھ چارہ نہیں ہے۔ یہ بدصورتی عارضی ہوگی ورنہ یہ خرابی ایسی بڑھ گئی ہے کہ اگر قطعی علاج نہ کریں تو مستقل خرابی اٹھانی پڑیگی۔ یہ جانور نئی ذات کا ہے اس سے پہلے نہ دیکھا تھا۔ قدرتًا

گمنام مخبری

بکاسپور کے ڈپٹی کمشنر کو حال میں ایک خط بذریعہ ڈاک موصول ہوا۔ اس خط میں کسی راقم کا نام نہیں تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ مہاشیہ سامتی نام ایک انجمن قصبہ امدا بارہ میں سنہ ۱۹۰۸ء کو قایم کی گئی ہے وہ فی الحال سوراجیہ کی بابت ایک سخت سازش کر رہی ہے اور سرکار کے خلاف دشمنی کا جوش پھیلا رہی ہے۔ اس گمنام خبری پر خبردار ہوکر قصبہ مذکور میں ایک دستہ پولیس وارد ہوا اور اس نے بابو سیکھر ناتھ سرکار کے گھر کی تلاشی لی۔ جو انجمن مذکور کا ایک سربرآوردہ عہدہ دار ہے۔ لیکن وہاں کوئی ایسی چیز پائی نہیں جاتی جو مفسدانہ سمجھی جاتی ہیں۔ تو بھی قصبہ مذکور میں چند سپاہی تعینات کئے گئے ہیں تاکہ وہ سامتی کے ممبران کی حرکات پر نظر رکھیں۔

ایک آسٹریلین لیڈی کی شدی کی اصلیت

چند روز ہوئے کہ ممالک متحدہ کے اخبارات نے لکھا تھا کہ آریہ سماج لکھنؤ نے ایک آسٹریلین لیڈی مس ایلیس فارسٹ ٹامسن نامے کو شدھ کرکے آریہ بنالیا ہے چونکہ یہ ایک بالکل نئی بات تھی۔ لہٰذا اس رسم کو دیکھنے کی غرض سے بہت سے آدمی فراہم ہوئے عجوبہ پسندوں کی اسقدر کثرت تھی کہ بعض نے درختوں پر چڑھکر اس رسم کو معائنہ کیا۔ لیڈی صاحبہ نے ادائیگی رسم کے بعد انگریزی میں تقریر کی۔ اور آریہ سماج لکھنؤ کو چندہ سوا اور سماج کے خیراتی ہسپتال کو پانچسو روپیہ مرحمت کیا نیز لیڈی صاحبہ کی طرف سے دعوت دیگئی جس میں ایک سو آریہ سماجی اور سربرآوردہ ہندو مس ایلیس فارسٹ کیساتھ کھانے میں شریک ہوئے شدھی کے بعد لیڈی صاحبہ کا نام شریمتی سیتا دیوی رکھا گیا لکھنو

آریہ سماج بالخصوص اور ہندوستان کا آریہ گروہ بالعموم اس شدھی پر بڑا فخر و ناز ظاہر کرتا ہے۔ اور خوشی سے پھولا نہیں سماتا۔ لیکن شدھی مذکورہ کی حقیقت بعد کے تذکرے بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ سری متی سیناودیوی کی شادی مہاراجہ نکاری سے ہو گئی۔ یہ خبر پڑھنے کے بعد اس شدھی کی وجہ دریافت کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی لیڈی صاحبہ غالباً کچھ عرصے سے مہاراجہ صاحب کیساتھ رہتی تھیں اور پچھلے دنوں ان کے ہمراہ لاہور بھی آئی تھیں۔ یورپ کے اکثر آزاد خیالوں اور مادہ پرستوں کی نگاہ میں مذہب کوئی چیز نہیں ہے۔ دنیاوی دولت وحشمت ہی سب کچھ ہے ولایت کے ہندوستانی طلبا کیساتھ بہت سی یورپین لیڈیاں بھی اس ملک میں چلی آتی ہیں۔ اوران کے مذہب وملت کی کچھ پرواہ نہیں کرتیں۔ متوفی مہاراجہ پٹیالہ نے بھی ایک یورپین لیڈی کو باہل و نوار سکھ بنایا تھا۔ غرضیکہ اس قسم کی بکثرت مثالیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ (روزانہ پیسہ)

گلدستہ اخبار

دنیا میں سب سے زیادہ گرم ملک فارس کا جنوب مغربی حصہ ہے جہاں خلیج فارس ہے جہاں ماہ جولائی اگست میں تھرمامیٹر ۱۰۰ درجے سے کبھی کم نہیں ہوتا۔ اور اکثر ۱۲۸ درجے تک چڑھ جاتا ہے۔

ملک افریقہ کے دریائے زمبیسی پر جو پل بنا ہوا ہے وہ دنیا میں سب سے بڑا اور عجیب ہے جو ۶۵۰ فیٹ کے فاصلے میں ہے جس کی اونچائی ۴۲۰ فیٹ کی ہے یہ تیس فٹ چوڑہ ہے۔

بحر الکاہل کے کئی ٹاپوؤں میں ایک بڑا عجیب درخت ہوتا ہے جس کی اونچائی ۳۰ فٹ کی ہوتی ہے اس کی شاخیں جھانے کی وجہ پر ہوتی ہیں۔ مگر اس پر پتے بالکل نہیں ہوتے اور ان میں کسی پر ایک کونپل یا شاخ دیکھی نہیں گئی۔ اس کا رس بطور دوائی کے استعمال آتا ہے۔ مگر اس کی لکڑی جلانے کے لائق نہیں کیونکہ پتھر کی طرح سخت ہوتی ہے۔

آسام بنگال ریلوے کی نمبر ۳۴ مال گاڑی سے دو شنبہ کو دن کے ۹ بجے کینگنگ اور باٹیکسلی کے درمیان ایک مست ہاتھی سے ٹکر ہوئی۔ مگر انجن یا کسی آدمی کو صدمہ نہیں پہونچا۔ لائن ۱۲ گھنٹے تک رکی رہی

شملہ میونسپل کمیٹی نے صاحب گورنر بمبئی کو گاڑی پر سوار ہونے کی اجازت دی ہے۔ وہاں بجز وائسرائے کی کمانڈر انچیف اور نواب لفٹنٹ گورنر کے کسی کو گاڑی پر سوار ہونیکا حق حاصل نہیں ہے۔

ایک شخص مسمی رحمن شاہ نے پولیس میں رپورٹ کی وردم اور درستا کے مابین چلتی ٹرین سے ایک جنٹلمین پنجابی اس کے ۱۴۰۰ سو روپیہ کی تھیلی کو گاڑی میں سے چھین کر اتر گئے پولیس نے بعد تحقیقات معلوم کیا کہ جھوٹی شکایت ہے۔

لندن سے خبر ملی ہے کہ دو ہندوستانی جوان بیرسٹر کا عہدہ پانے سے روکے گئے ہیں وہ سرکار کی خلافت میں بہت سرگرم رہتے تھے۔ اور ہر طور سے کوششیں کرتے تھے کہ دیگر طالب علموں کے دل کو خراب کریں جو لندن میں مقیم ہیں۔

صوبجات متحدہ اور پنجاب سے غلہ کی روانگی کراچی کو شروع ہو گئی ہے۔ سندھ میں کوبل لائین ہے مالگاڑیاں بھی زیادہ ہو گئی ہیں۔ اس لئے اب کی دفعہ غلہ بسرعت تمام ملک سے نکل جائیگا +

اشتہارات

ضرورت

ورناکلر فس پاس مسیحی منادوں کی پرسبی ٹیرین مشن ہائی اسکول اجمیر کے لئے ضرورت ہے۔ تنخواہ مبلغ ۲۰ روپیہ ماہوار دیجائیگی۔ درخواستیں معہ اسناد پادری آر۔ ایچ۔ میکالسٹر ایم۔ اے سپرنٹنڈنٹ پرسبی ٹیرین مشن ہائی اسکول اجمیر آنی چاہئیں۔

دو منادوں کی ضرورت

سکاچ مشن گھاودیوال وکھاریاں ضلع گجرات کے لئے دو منادوں کی ضرورت ہے۔ درخواستیں معہ اسناد بحبہ مشتہر کے پاس بہت جلد آنی چاہئیں

المشتہر آر۔ میکچین پیٹرسن مینیجر سکاچ مشن گجرات پنجاب

ہیڈ ماسٹر کی ضرورت

مشن سکول کے لئے ایک کرسچن ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے جس نے بی اے یا ایم۔ اے اور نیز پنجاب کی ایس اے وی حاصل کیا ہو اور کم سے کم ایک سال تک ملازمت کی ہو تنخواہ شروع میں ۹۰ سے ۱۲۰ روپیہ ماہوار ہوگی درخواستیں معہ اسناد اڈیٹر نور افشاں کے نام آنی چاہئیں۔

پوسٹکارڈ

لاہور کی مشہور عمارتوں کے فوٹو پوسٹکارڈوں پر مختلف رنگوں میں چھپے ہوئے عجیب نظارے دکھلاتے ہیں جو حال ہی میں تیار ہوئے ہیں قیمت ۱۲ر فی درجن اصلی رنگوں میں چھپے ہوئے

حضور وائسرائے

و لیڈی منٹو صاحب ہاتھی پر سوار لاہور کی سیر کر رہے ہیں یہ فوٹو پوسٹکارڈ پر اتاری گئی ہے۔ فی پوسٹکارڈ ۲ر محصول ۱ر

المشتہر سنگر داس اینڈ کمپنی فوٹوگرافر ڈیلرز ریلوے روڈ نزد نکسن لاہور۔

لاکھ روپیہ کی جان کے واسطے

صرف مہر خرچنا بات ہی کیا ہے۔ دیکھو گرمی کا ایام آیا اور ساتھ ہی جگہ بجگہ ہیضہ ہونا بھی ناممکن ہے اسلئے وقت پہ کیوں نہیں ایک شیشی عرق کافور گھر میں ڈال رکھے یہ ڈاکٹر ایس کے برمن کا تیار کردہ اصلی عرق کافور سوا برس سے تمام ہندوستان میں لاکھوں بار کا آزمایا ہوا ہیضے کا اکسیر علاج ہے ۱۹۰۰ء میں جب احاطہ بمبئی میں قحط اور ہیضہ پھیلا تب اسی عرق کافور سے ہزاروں اشخاص کی جان بچی تھی اور تین مہینے میں ایک لاکھ شیشیاں فروخت ہوئی تھیں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں سارٹیفکیٹ [illegible] کے موجود ہیں منگا کر دیکھ لیجئے جعلی عرق سے ہوشیار قیمت فی شیشی ۸؍ محصول ڈاک [illegible] ہر شیشی کے ہمراہ امتحانًا بلا قیمت دیا جاتا ہے ضرور آزمائیے اگر آپ بلا قیمت اس کا نمونہ لینا چاہتے ہیں تو محصول ڈاک کے واسطے دو پیسہ کا ٹکٹ بند لفافہ میں بھیجئے اور اسی خط میں اپنا نام و پتہ [illegible] کے نام پتہ صاف طور پر لکھ دیجئے۔ پتہ مقام ڈاکخانہ ضلع لکھنے گا۔ المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵۰/۲ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

پریسبیٹیرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے اور بچے بھی جبکہ وہ سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پا سکتے ہیں ۱۲ برس میں اس فنڈ نے ۸۰ ہزار روپیوں سے اوپر بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے اگرچہ ممبراں نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً آدھ لاکھ روپے سود سے اس فنڈ میں آ چکے ہیں جس حساب سے اب بنک میں ۴۴ ہزار روپیہ نقد موجود ہے ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہو سکتا ہے رپورٹ نئے پراسپکٹس (اردو و انگریزی) میں مینیجنگ ڈائرکٹر پادری والٹر جے کلارک ایم۔ اے نولکھا لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں۔

سنڈے اسکول کے پرچے

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے اسکول بلا محصول عہ معہ محصول ۱؍ قیمت ۸ کاپی سبق سنڈے سکول عہ ہر قسم کی خط و کتابت سنڈے اسکول کے پرچوں کے متعلق [illegible] مینیجر مشن پریس لودیانہ سے ہونی چاہئے۔

مخزن مسیحی

یہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو دو من اردو و انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کی خاطر شایع ہوتا ہے نمونہ کا پرچہ درخواست آنے پر روانہ کیا جاتا ہے تمام درخواستیں عام ایڈیٹر مخزن مسیحی الہ آباد ہونی چاہئیں۔

انڈین سٹینڈرڈ

پریسبیٹیرین کلیسیائے ہند کا انگریزی رسالہ

ایڈیٹر پادری ڈبلیو۔ سی۔ اور بیاور راجپوتانہ

سٹینڈرڈ ڈیماوریہ تمام ہندوستانی کلیسیاؤں کے اتحاد کا حامی ہے اس میں مشن کے کام کے متعلق ہر پہلو پر آزادانہ طور پر رائے زنی کی جاتی ہے ہر ایک مشتری کو اس کا خریدار ہونا چاہئے۔

ہر مہینہ اجمیر میں سکاٹش مشن انڈسٹریز کمپنی میں شایع ہوتا ہے قیمت عہ سالانہ معہ محصول ڈاک۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک عہ

ہندوستان پنجاب ۲/۸

غیر ملک سے ہ

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائے گی۔

شرح اجرت اشتہارات

تفصیل اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۸؍	ے/۸	ے
چوتھائی کالم	ے/۸	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	معہ
پورا کالم	عہ	امعہ	سہ
پورا صفحہ	سہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ ر ما بعد کے لئے ا ر فی سطر لیکن ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آخر میں پتہ دیا کریں

سی بی ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

پر فضا محل وقوع

مستند استاداں

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانجات

صرف نیک چلن عیسائی طلبا داخل ہو سکتے ہیں۔

شرح خرچ خوراک معہ فیس جماعت فی ماہ صہ

اگر دو طالب علم ایک ہی خاندان کے ہوں للعہ ہر دو یا زیادہ للعہ کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا۔

کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں جن رکشا گرو گوونڈل وکیرم وغیرہ و دیگر سامان مثل الماری میز کرسی وغیرہ وغیرہ۔ نہایت عمدہ اول درجہ کی لکڑی کا نہایت ارزاں قیمت پر طیار ہوتا ہے قیمت رکشا ۹۰ سے تا ۱۲۵ ٹمک گرو گوونڈل لعہ۔

مزید دریافت حال کے لئے مینجر صاحب اسکول ہذا سے خط و کتابت کریں

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم جالا ۔ پڑبال ۔ غبار ۔ پھولا ۔ سبل سرخی ابتدائی موتیا بند پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ ہر خاص و عام اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ عام ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ ہے خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری تولہ محصول ڈاک بذمہ خریدار درخواست کیوقت حوالہ اخبار ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمے کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے المشتہر پروفیسر میا سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ پروفیسر میا سنگھ صاحب آپ کے سفید سرمہ سے ایک شخص کو جسکی آنکھ میں ناخنہ ہوگیا تھا بہت فائدہ ہوا یہ شخص چند ڈاکٹروں کا علاج کرکے مایوس ہوچکا تھا براہ مہربانی ایک تولہ سفید سرمہ اعلیٰ قسم بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجیئے الراقم مہاراجہ فتح جیت سنگھ بہادر سہائے صاحب بہادر والئے ریاست کلکوٹی گر کمپیور ۔ ۲۔ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے بنایا ہے آپ خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں نے اپنے تجربہ میں آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا گیا جن کی آنکھوں میں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہو بیں بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند خارش سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے

اور سچ مچ آپ نے اسقدر سستے داموں پر یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے ایسے سرمے سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائیں اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں الراقم پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والئے ریاست بہاولپور ۔ ۳۔ جناب سردار صاحب جو پیکٹ سرمہ ممیرہ بغرض تجربہ آپنے میرے پاس بھیجا تھا اُس کو میں نے اپنے چند مریضوں پر استعمال کیا بہت مفید پایا میری رائے میں آپکا ایجاد شدہ سرمہ ہر قسم کی سوزش چشم اور کمزوری نظر اور دُھند کے لئے نہایت ہی مفید ہے اس وقت تک میں نے انہی بیماریوں کے مریضوں پر استعمال کیا ہے اور آئندہ جن بیماریوں میں مفید پاؤنگا اُن کی نسبت بعد کو لکھونگا راقم ڈاکٹر محسن پرشاد صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ و ایڈیٹر میڈیکل جرنل آگرہ ۔ ۴۔ جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب تسلیم میں نے آپ کے یہاں سے سفید

ممیرے کا سرمہ منگوا کر استعمال کیا حد درجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اس لئے میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لئے اور کوئی دوائی نہیں ہے راقم مہاراج کنور جیت پال سنگھ صاحب بہادر والئے ریاست بھگوان اودہ ۔ ۵۔ جناب من تسلیم نیاز چونکہ آپکا سرمہ بہت سے آنکھوں کے مریضوں پر استعمال کرنے سے مفید ثابت ہوا ہے اسواسطے اور ایک تولہ سفید ممیرے کے سرمہ کی ضرورت ہے بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجکر مشکور فرماویں راقم ڈاکٹر ولی احمد رسول پور شفاخانہ والا ضلع علاقہ حیدرآباد دکن

پانچ ہزار روپیہ انعام ۔ اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب تین ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی مطلب کے مارچ ۱۸۹۸ء سے جمع کیا گیا ہے

